

صورت آتی ہے۔ آیا مصیبتوں کی کوئی تلافی ہوگی یا نہ ہوگی، ڈکھ اٹھانے کا کوئی  
صلہ ملے گا یا نہیں؟

۴۔ شرح :- وہ یعنی محبوب پوچھتا ہے کہ غالب کون ہے؟ اب کوئی ہمیں  
بتائے کہ ہم کیا بتائیں اور اس سوال کا جواب کیا دیں؟ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ  
غالب کا یہ شعر نعمت خان عالی کے منہ رجبہ ذیل شعر سے ماخوذ ہے:

ز مردم یار می پرسد کہ عالی کیست طالع ہیں!

کہ عمرم در محبت رفت و کار آخر رسید اینجا

محبوب لوگوں سے پوچھتا ہے کہ عالی کون ہے؟ قسمت دیکھیے کہ ساری عمر محبت  
میں گزر گئی اور معاملہ یہاں تک آپہنچا۔ یعنی اسے یہ بھی معلوم نہ ہوا کہ عالی کون ہے؟  
مرزا غالب کا شعر بظاہر اس سے ملتا جلتا معلوم ہوتا ہے، لیکن حقیقتاً اس  
سے بالکل جداگانہ حالات و واقعات پیش کیے گئے ہیں:

۱۔ پہلے مصرع سے ظاہر ہے کہ محبوب کے سامنے غالب کا ذکر آیا اور اس

نے انتہائی تجاہل کا ثبوت دیتے ہوئے پوچھا، غالب کون ہے؟

۲۔ یہ معاملہ بھری محفل میں پیش آیا، جس میں خود غالب بھی موجود تھا۔

۳۔ یہ سوال سنتے ہی بیخود کے قول کے مطابق غالب پر بجلی سی گری اور گھبرا کر

اس مجمع سے خطاب کیا کہ لہذا بتا دو، میں کیا جواب دوں، شعر کا شعر بیان واقعہ نہیں

واقعہ ہے۔

۴۔ جان بوجھ کر انجان بنا اور یہ سوال کیا۔ گویا اسے محبوب کی طرف سے ایک

چھیڑ بھی سمجھا جاسکتا ہے۔

۵۔ معلوم ہوتا ہے، یہ سوال سنتے ہی غالب بے تکلف یہ جواب دینے پر آمادہ

ہو گئے کہ میں وہی ہوں، جو آپ پر جان دے رہا ہوں۔ پھر خیال آیا کہ ممکن ہے

اس طرح محبوب خفا ہو جائے۔

۶۔ چنانچہ محبوب کی ہزیم میں بیٹھنے والوں سے پوچھا کہ تمہیں محبوب کی عادات